

سپریم کورٹ آف پاکستان اختیار اپیل

بیچ:

مسٹر جسٹس جناب افتخار محمد چوہدری، چیف جسٹس
مسٹر جسٹس میاں شاکر اللہ جان
مسٹر جسٹس جواد الیس خواجہ
مسٹر جسٹس انور ظہیر جمالی
مسٹر جسٹس خلجی عارف حسین
مسٹر جسٹس طارق پرویز
مسٹر جسٹس میاں ثاقب نثار
مسٹر جسٹس امیر ہانی مسلم

انٹرا کورٹ اپیل نمبر 1 آف 2012

(اپیل برخلاف حکم عدالت ہذا مورخہ 02-02-2012 ان کریمینل اور یجنل نمبر 6 آف 2012)

سید یوسف رضا گیلانی، وزیر اعظم پاکستان

اپیل کنندہ

بنام

اسسٹنٹ رجسٹرار سپریم کورٹ آف پاکستان وغیرہ

رہسپانڈنٹس

برائے اپیل کنندہ:

مسٹر اعجاز احسن، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ،

معاونت بذریعہ مسٹر گوہر علی خان ایڈووکیٹ،

مسٹر ایم الیس خٹک اے او آر۔

برائے رہسپانڈنٹس

09-10-02-2012

تاریخ سماعت

آرڈر

افتخار محمد چوہدری، چیف جسٹس۔ یہ اپیل توہین عدالت آرڈیننس 2003 کے سیکشن 19 کے تحت (جسے اس کے بعد آرڈیننس 2003 کے نام سے تعبیر کیا جائے گا) اپیل کنندہ سید یوسف رضا گیلانی موجودہ وزیر اعظم پاکستان / منتظم اعلیٰ بااختیار آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان، کی طرف سے حکم عدالت مورخہ 02-02-2012 کے خلاف داخل کی گئی ہے جس کی روشنی میں اس عدالت کے سات رکنی بینچ نے اپیل کنندہ کو طلب کیا تھا کہ اس پر توہین عدالت کی فرد جرم عائد کی جائے۔ اس آرڈر سے پہلے آرڈیننس 2003 سیکشن (1) 17 کے تحت اسے اظہار وجوہ کا نوٹس جاری ہوا جس کی رو سے اسے عدالت کے احکامات کو نہ ماننے پر اظہار وجوہ کا نوٹس دیا گیا تھا کہ کیوں نہ اس کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی شروع کی جائے۔

2۔ اس کیس کے مختصر حالات اور پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات غور طلب ہے کہ اس عدالت نے اپنے فیصلہ سندھ ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کیس (PLD 2009 SC 879) میں 3 نومبر کے اس وقت کے صدر جنرل پرویز مشرف کے اقدامات اور کچھ قانونی دستاویزات جن میں قومی مفاہمتی آرڈیننس 2007 (اس کے بعد اس کو NRO 2007 کے نام سے تعبیر کیا جائے گا) بھی شامل ہے کو غیر آئینی، غیر قانونی اور بد نیتی پر مبنی قرار دیا۔ جبکہ متعلقہ حکام کو احکامات جاری کئے گئے کہ ان قانونی دستاویزات کو پارلیمنٹ کے سامنے رکھا جائے۔ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ پارلیمنٹ نے NRO 2007 کو ایکٹ نہیں بنایا۔ اس کے بعد ڈاکٹر مبشر حسن کیس (PLD 2010 SC 265) میں NRO 2007 کے نکات کو بنیادی طور پر باطل اور خلاف آئین قرار دیا گیا اور یہ کہا کہ یہ سمجھا جائے کہ یہ قانون سرے سے تھا ہی نہیں اور احکامات دیئے کہ تمام پرانے مقدمات جو کہ اس ملک میں اور بیرون ملک چل رہے تھے کو فیصلہ میں دی گئی وجوہات کی بناء پر بحال کیا جائے۔

3۔ یہاں یہ ذکر کرنا بے محل نہیں ہو گا کہ NRO 2007 کے نفاذ کے بعد ملک قیوم سابق اٹارنی جنرل برائے پاکستان نے مختلف غیر ملکی حکام / عدالتوں کو خطوط ارسال کئے جن میں حکومت پاکستان کی جانب سے پہلے کی گئی باہمی قانونی مدد، دیوانی فریق کے موقف سے دست برداری اور بیرونی ممالک میں غیر قانونی طریقے سے حاصل کی گئیں رقوم کے دعویٰ جات کی منسوخی، بشمول سویٹزرلینڈ جن کو غیر مستند اور غیر قانونی مراسلہ جات قرار دیا گیا ہے اور نتیجتاً ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ اس طرح یہ قرار دیا گیا کہ باہمی قانونی مدد کے لئے کئی ابتدائی درخواستیں جو کہ دیوانی فریق کے موقف کو تحفظ اور غیر قانونی طریقے

سے حاصل کردہ رقوم جو بیرونی ممالک میں ہیں ان کے بارے میں غیر ممالک میں دائر شدہ دعویٰ جات بشمول سوئیٹزر لینڈ واپس نہیں ہوئے۔ اس لئے وفاقی حکومت اور دوسرے متعلقہ حکام کو حکم دیا گیا کہ ان استدعا جات، دعوؤں اور موقف کی بحالی کیلئے فوری اقدامات کرے۔

4۔ ان دعوؤں کی تفصیل میں جائے بغیر جو کہ حکومت پاکستان کے سوئیٹزر لینڈ حکام کے سامنے ہیں یہ ذکر کرنا مناسب ہو گا کہ ڈاکٹر مبشر حسن وغیرہ کی پٹیشنز کی سماعت کے دوران یہ واضح کرنے کیلئے کہ کتنے افراد نے NRO آرڈیننس 1999 کی دفعہ 33-F کے تحت فائدہ اٹھایا جیسا کہ NRO 2007 کی سیکشن 7 کے تحت قومی احتساب بیورو کو ان کی تفصیل فراہم کرنے کا کہا گیا۔ بڑی مشکل سے قومی احتساب بیورو کے چیئرمین نے تفصیل فراہم کی جس سے یہ ظاہر ہوا کہ مستفید ہونے والوں کی دو اقسام ہیں۔ ایک وہ جو عوامی عہدے رکھتے ہیں اور ان کے کیسز اندرون ملک اور بیرون ملک چل رہے تھے جن میں 60 ملین امریکن ڈالرز تک کی رقم اور دیوانی فریق کی چارہ جوئی کیلئے درخواست دی تھی۔ جہاں تک اندرون ملک مستفید ہونے والے طبقہ کا تعلق ہے۔ اس عدالت نے آئین کے آرٹیکل 187 مع آرٹیکل 190 کے تحت اختیارات استعمال کرتے ہوئے NAB اور دوسرے انتظامی حکام کو حکم دیا کہ مطلوبہ اطلاع فراہم کرے۔ اس طرح اس فیصلہ کی موجودگی میں وفاقی حکومت پر یہ لازم تھا کہ اس عدالت کے حکم پر عمل درآمد کرے۔ خاص طور پر بیرون ملک جو مقدمات چل رہے تھے جن کی تفصیل درج بالا فیصلہ کے پیرا 178 میں ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ کیس کے اس پہلو کو زیر بحث نہیں لایا گیا۔ اس کے بعد وفاق نے اپنے وکیل کے ذریعے اس فیصلہ کے خلاف نظر ثانی پٹیشن بھی دائر کی تھی جو مورخہ 25-11-2011 کو خارج کر دی گئی۔ اسی دوران مختلف مواقع پر جن کی تفصیل اس وقت بیان کرنا ضروری نہیں، وفاقی حکومت اور پرائم منسٹر جو کہ چیف ایگزیکٹو ہیں کو کہا گیا کہ آرڈر کی تعمیل کریں لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ نتیجتاً نظر ثانی پٹیشن کے اخراج کے بعد آرڈر کی تعمیل کیلئے پانچ رکنی بینچ تشکیل دیا گیا۔ تاکہ بیرون ملک کارروائی کی بحالی کیلئے عدالتی احکامات کے مطابق خط لکھا جائے جو کہ رولز آف بزنس کے تحت وفاقی حکومت بذریعہ چیف ایگزیکٹو کے تحریر کر سکتی ہے۔ لیکن اس کیلئے ہچکچاہٹ کا اظہار کیا گیا۔ آخر کار جو بینچ اس معاملہ کے متعلق سماعت کر رہا تھا اس نے حکم مورخہ 10-01-2012 میں چھ آپشنز بتائے جن کی تفصیل حکم میں موجود ہے۔ جس کی کاپی اپیل کے ساتھ داخل کی گئی ہے۔ اور اس بات کو محسوس کیا گیا چونکہ یہ ایک اہم آئینی معاملہ ہے لہذا چیف جسٹس آف پاکستان کو یہ درخواست کی گئی کہ اس معاملے کی سماعت کیلئے ایک لارجر بینچ تشکیل دیا جائے۔ اور اس طرح سات رکنی بینچ تشکیل دیا گیا جس نے حکم مورخہ 16-01-2012 پاس کیا جس کا متعلقہ پیرا گراف درج ذیل ہے:

”4۔ ان حالات میں ہمارے پاس مسٹر یوسف رضا گیلانی وزیر اعظم پاکستان کو زیر دفعہ 17 آرڈیننس V آف 2003 مع آرٹیکل 204 دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973 کے تحت اظہار وجوہ کا نوٹس دینے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں۔ جس میں یہ بتایا جائے کہ کیوں نہ اس کے خلاف عدالتی احکامات پر عمل نہ کرنے کے ضمن میں توہین عدالت کی کارروائی کی جائے اور وزیر اعظم آرڈیننس کی زیر دفعہ 17 ذاتی طور پر عدالت میں اگلی تاریخ پر پیش ہوں۔

اس حکم کی روشنی میں آرڈیننس 2003 کی زیر دفعہ (1) 17 کے تحت اظہار وجوہ کا نوٹس جاری کیا گیا۔ حیران کن طور پر اس اظہار وجوہ کے نوٹس کا کوئی جواب داخل نہ کیا گیا۔ دو دن تک سماعت کا موقع فراہم کرنے کے بعد معزز عدالت نے حکم مورخہ 02-02-2012 صادر کیا جس کو اپیل ہذا میں چیلنج کیا گیا۔

5۔ ہم نے معزز کونسل کے دلائل کو تفصیل سے سنا اور متعلقہ ریکارڈ اور کیس لاء کا ملاحظہ کیا جس میں معزز کونسل نے عمومی طور پر درج ذیل صرف دو پوائنٹس / نکات اٹھائے ہیں۔

الف۔ یہ کہ مدعی کو بذریعہ کونسل اپنا کیس عدالت کے سامنے پیش کرنے کا کافی موقع مہیا نہیں کیا گیا۔

ب۔ یہ حکم بغیر کوئی وجہ تحریر کیے سنایا گیا ہے۔

6۔ وجوہات جو کہ بعد میں زیر تحریر لائی جائیں گی، کی بناء پر ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ چیلنج شدہ فیصلہ کریمینل ایڈمنسٹریشن آف جسٹس کے مسلمہ اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بمطابق آرڈیننس 2003 کی دفعات (I) 17 اور (3) کے تحت سنایا گیا ہے۔ لہذا مداخلت کا کوئی جواز نہیں۔ نتیجتاً یہ اپیل خارج کی جاتی ہے۔

